سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہؓ

طالب الہاشمی

حضرت واقد بن عبداللہ یربوعی التمیمیؓ

①

سیدنا حضرت واقد بن عبداللہؓ اُن عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں سے ہیں، جن کو بعثتِ نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں قبولِ حق کا شرف حاصل ہوا۔ ابنِ سعدؒ کا بیان ہے کہ سرورِ عالم ﷺ اس وقت تک دارِ ارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت واقدؓ بعدِ بعثت کے ابتدائی تیس مہینوں کے اندر کسی وقت سعادت اندوزِ ایمان ہوئے کیونکہ حضورؐ بعثت کے اڑھائی سال بعد دارِ ارقم میں تشریف لے گئے۔

حضرت واقدؓ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنوتمیم سے تھا۔ اہلِ سِیَر نے یہ وضاحت نہیں کی کہ حضرت واقدؓ کب سے مکہ میں مقیم تھے کیونکہ مکہ بنوتمیم کا وطن نہیں تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت واقدؓ کے آباءواجداد میں سے کوئی صاحب مکہ میں آ کر بس گئے ہوں گے اور حضرت واقدؓ مکہ ہی میں پلے بڑھے ہوں۔ کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت واقدؓ بن عبداللہ کو حضرت عمر فاروقؓ کے والد خطّاب نے اپنا حلیف اور متبنّٰی بنا رکھا تھا گویا وہ قریش کی شاخ بنوعدی کے حلیف تھے۔

سلسلۂ نسب یہ ہے:

واقدؓ بن عبداللہ بن عبدِ مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم

اپنے قبیلے کی جس شاخ سے حضرت واقدؓ کا تعلق تھا، اس کو یربوعی اور حنظلی بھی کہا جاتا ہے۔

دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت واقدؓ بھی کئی سال تک مشرکینِ قریش کے تشدّد کا نشانہ بنے رہے۔ سرورِ عالم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو ہجرتِ مدینہ کا اِذن دیا تو بیشتر صحابۂ کرامؓ خفیہ طور پر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے لیکن حضرت واقدؓ بن عبداللہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ علانیہ ہجرت کی۔ مدینہ پہنچ کر حضرت واقدؓ نے حضرت رفاعہؓ بن عبدالمنذر انصاری کے ہاں قیام کیا۔ سرورِ عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا اور چند ماہ بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تو حضرت واقدؓ بن عبداللہ کو حضرت بشر بن براء بن معرورؓ انصاری کا دینی بھائی بنایا۔

جمادی الاخریٰ ۲ ہجری میں سرورِ عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو آٹھ یا بارہ صحابہؓ کی معیت میں قریش کی نقل وحرکت کی ٹوہ لینے پر مامور فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جحش کے ماتحت دستے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت عکاشہ بن محصن عبداللہ جیسے کبار صحابہؓ شامل تھے۔ حضورؐ نے اُن کی روانگی کے وقت ایک خط لکھوا کر حضرت عبداللہؓ بن جحش کو دیا اور ہدایت فرمائی کہ دو دن کے سفر کے بعد اس خط کو کھول کر پڑھنا اور اس میں درج ہدایات پر عمل کرنا۔ حضرت عبداللہؓ نے حضورؐ کے حکم کے مطابق دو دن کے سفر کے بعد اس خط کو کھول کر پڑھا، اس پر حضورؐ کا یہ فرمان درج تھا۔

> ''اس خط کے پڑھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو۔ وہاں سے قریش کے تجارتی قافلوں پر کڑی نظر رکھو اور کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف اپنے ساتھ نہ لے جاؤ۔ جو چاہے تمہارے ہمراہ جائے اور جس کی مرضی ہو واپس آ جائے۔''

حضرت عبداللہؓ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کو مکتوبِ نبوی کے مضمون سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ میرے ساتھ جانا یا نہ جانا تمہاری مرضی پر منحصر ہے کسی پر کوئی پابندی نہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ اے امیر ہم آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اب انہوں نے بطنِ نخلہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عتبہؓ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا۔ دونوں حضرات عبداللہؓ بن جحش سے اجازت لے کر اس کی تلاش میں گئے اور اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش نخلہ پہنچ کر قریش کے تجارتی قافلوں کی ٹوہ لگانے میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ قریش کا ایک قافلہ جو طائف سے کچا چمڑا، منقہ اور دوسرا تجارتی سامان بار کر کے لایا تھا، مسلمانوں کی قیام گاہ کے قریب ہی آ کر خیمہ زن ہوا۔ اس قافلہ کے ساتھ قریش کے کئی سربر آوردہ آدمی تھے مثلاً عثمان بن عبداللہ مخزومی، نوفل بن عبداللہ مخزومی، حکم بن کیسان اور عمرو بن حضرمی۔

مسلمانوں نے اس قافلہ کے بارے میں صلاح مشورہ کیا۔ اس دن رجب کی پہلی تاریخ تھی لیکن مسلمانوں کا گمان تھا کہ آج جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ ہے۔ انہوں نے طے کیا کہ آج ہی اس قافلے سے دو دو ہاتھ کر لیے جائیں ورنہ کل رجب شروع ہو جائے گا جو حرمت والے مہینوں میں ہے۔ چنانچہ مسلمان قافلہ کی طرف بڑھے۔ حضرت واقدؓ بن عبداللہ نے جوشِ شجاعت میں عمرو بن حضرمی کو تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ یہ سب سے پہلا مشرک تھا جو ایک مسلمان (حضرت واقدؓ) کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔ باقی اہلِ قافلہ بھاگ گئے۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش اور ان کے رفقاء مالِ غنیمت اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔ حضورؐ کو سارے واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت عبداللہؓ بن جحش سے فرمایا کہ میں نے حرمت والے مہینے میں تم کو خونریزی کی اجازت نہیں دی تھی۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش نے تاریخ کی غلط فہمی کا عذر پیش کیا۔ ادھر قریش نے اس واقعے کو بڑی شہرت دی اور کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں نے ماہِ حرام کی حرمت توڑ دی، خونریزی کی، مال لوٹا اور ہمارے آدمی پکڑ لیے۔ مدینہ کے یہودی اور غیر مسلم بھی مسلمانوں کو طعنے دینے لگے کہ تم نے ماہِ حرام کو حلال کر لیا ہے۔ خود مسلمانوں نے اہلِ سریہّ کے اس کام پر ناگواری محسوس کی اور ان سے برملا کہا کہ یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ اس پر حضرت عبداللہؓ بن جحش اور دوسرے اصحابِ سریہّ سخت دل گرفتہ ہوئے اور عذابِ الٰہی کے خوف نے انہیں نڈھال کر دیا۔ اس پر رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ

(البقرہ:۲۱۷)

یعنی (اے نبی) لوگ آپ سے ماہِ حرام میں لڑائی کرنے کی نسبت پوچھتے ہیں۔ ان سے کہہ دیں کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اور لوگوں کو مسجدِ حرام میں نہ جانے دینا اور اُن لوگوں کو جو اِس کے اہل ہیں (مسلمانوں) کو اس سے نکال دینا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فساد برپا کرنا قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔

یہ آیت مسلمانوں کی طرف سے ایک طرح کا اعتذار تھا کہ اگرچہ ان سے خطا ہوئی (خواہ ظن واشتباہ اور التباس کی بناپر) لیکن کفر، مسلمانوں کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے روکنا یا مسجدِ حرام سے ان کو نکال دینا ایسے فتنے ہیں، جو ماہِ حرام میں خونریزی کرنے سے کہیں بڑھ کر گناہ ہیں پس تم کس منہ سے مسلمانوں پر زبانِ طعن دراز کر سکتے ہو۔

اس آیت کے نزول سے اہلِ سریہ کو تسکین حاصل ہوگئی۔ سرورِ عالم ﷺ نے بھی ان کو مالِ غنیمت میں تصرّف کرنے کی اجازت دے دی اور بقول ابنِ جریرطبری خود بھی خمس قبول فرمالیا۔ قیدیوں میں سے حکم بن کیسان نے اسلام قبول کرلیا اور عثمان بن عبداللہ کو اہلِ مکہ نے فدیہ بھیج کر چھڑالیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے عمرو بن حضرمی کے ورثا کو دِیت ادا کردی۔

(۳)

رمضان ۲ ہجری میں عہدِ رسالت کا پہلا معرکہ حق و باطل بدر کے میدان میں پیش آیا تو حضرت واقدؓ کو ان تین سو تیرہ سرفروشوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، جو اس موقعے پر سید الاوّلین والآخرین ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ یوں وہ اصحاب کی مقدس جماعت کا ایک رکن ہونے کے لازوال اور عظیم مرتبے پر فائز ہوگئے۔

غزوۂ بدر کے بعد حضرت واقدؓ نے اُحد، احزاب، فتح مکہ، حنین، تبوک وغیرہ عہدِ رسالت کے تمام غزوات میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔

سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد ان کی کسی سرگرمی کا سراغ نہیں ملتا۔ علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ ان کی عائلی زندگی کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں۔

فضل وکمال کے اعتبار سے کوئی قابلِ ذکر مرتبہ نہ تھا تاہم کتبِ حدیث میں ان سے مروی ایک دو حدیثیں موجود ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ